نہیں منزلِ عشق یہ اے مسافر بہر رنگ جلوہ فریبِ نظر ہے
بعزمِ جواں گام زن ہو ابھی تو کئی مرحلے ہیں کئی فاصلے ہیں
محبت کے آئین و دستور کیا ہیں حقیقت سے ان کی نہیں کوئی واقف
زمانہ سمجھتا ہے جن کو جفائیں وہی تو وفاؤں کے میری صلے ہیں
زمانے میں کیوں انقلاب آگیا ہے ہوا کس لئے نظمِ کونین برہم
نہ زلفیں پریشاں ہوئی ہیں کسی کی نہ گیسو ہوا سے کسی کے ہلے ہیں
جو سہ جائیں گے آفتوں کو خوشی سے الم ہیں وہی کامیابِ دو عالم
زمانہ انھیں پیس ڈالے گا اک دن جو ہمت کے ہیٹے ہیں اور بزدلے ہیں

غزل

از

(جناب شمس نوید)

اِن کی تجلی طوفاں طوفاں　　ہائے نظر کی تنگیِ داماں!
زیست ہے اک در پردہ احساں　　مشکل مشکل آساں آساں
سوزِ خلوص عزم کے قرباں　　ناکامی بن جاتی ہے روماں
کیا غمِ دوراں کیا غمِ جاناں　　سب سے مقدس اک غمِ انساں
کھیل نہیں للکار ہے ظالم　　ساحل سے نظارۂ طوفاں
جب سے مستقبل کی طلب ہے　　یاد نہ آئی عمرِ گریزاں
روح نے جب بازو پھیلائے　　پھیل گیا ہے عالمِ امکاں
عشق نہیں تو زیست کا عالم　　افسانہ ——— محرومِ عنواں
باطن کی قدریں ظاہر پر!　　یہ تہذیب کا رقصِ عریاں
ممنونِ اشکِ شبنم ہے　　یہ پھولوں کی پاکیِ داماں